Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۴/۲۹ | ۵ جمادی الاوّل ۱۳۹۵ھ ۔ ۱۷ ہجرت ۱۳۵۴ ہش ۔ ۱۷ مئی ۱۹۷۵ء | نمبر ۱۱۰

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی سب سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں

یہی وہ مقصد ہے جس کیلئے خدا تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ قائم کیا اور مجھے مبعوث فرمایا ہے

"انبیاء علیہم السلام کے دُنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنّم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۱)

"مَیں اِس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں اور خُدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالَمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دُنیا اور دُنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے ویسا یقین اور بھروسہ اس کو خدا تعالیٰ اور عالَمِ آخرت پر نہیں ہے۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دِلوں میں دُنیا کی محبّت کا غلبہ ہے..... سو مَیں بھیجا گیا ہوں تا سچّائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دِلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں..... مَیں انہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۲۹۳، صفحہ ۲۹۴)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۷ ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب پہلے کی نسبت بہتر ہے، الحمد للہ

احباب توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے اور حضور کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔ آمین

ربوہ ۱۷ ہجرت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

آج میری طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ نواب محمد احمد صاحب کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ بخیریت کراچی پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی بغرض علاج ہسپتال داخل نہیں ہوئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو کامل صحت عطا فرمائے اور محترم نواب محمد احمد خان صاحب کو بھی اپنے فضل سے کامل شفا بخشے۔ آمین

ربوہ ۱۶ ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ آج بھی علالتِ طبع کی وجہ سے نماز جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد اقصیٰ تشریف نہ لا سکے۔ حضور کے ارشاد پر نماز جمعہ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے پڑھائی۔ آپ نے خطبۂ جمعہ میں سورۂ مریم کی چند آیات کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے مامور جب بھی مبعوث ہوتے ہیں وہ اپنی صداقت کے اظہار کے لئے روشن دلائل اور واضح نشانات پیش کرتے ہیں مگر ان کے مخالفین اشتعال انگیزیوں اور مظالم سے انہیں مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مامور یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں اور اپنے مخالفین کی سلامتی کے لئے ہی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ روزِ اوّل سے جماعتِ احمدیہ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے روشن دلائل اور واضح نشانات عطا فرمائے، ہر قدم پر اس کی تائید و نصرت فرمائی اور اسے یہ توفیق دی ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے لئے بھی ہمیشہ سلامتی کی ہی دعا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ احبابِ جماعت کو ہمیشہ اپنی ان خصوصیات پر قائم رہنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے تاکہ اس کی مدد اور نصرت ہمیشہ ہمارے شاملِ حال رہے اور ہم اپنے مقصد یعنی غلبۂ اسلام میں کامیاب و کامران ہوں۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اِن دنوں کراچی میں اپنے داماد مکرم مرزا شمیم احمد صاحب کے ہاں قیام فرما ہیں آپکی ڈاک کا پتہ یہ ہے:۔

معرفت مرزا شمیم احمد صاحب
۱۷ – ۱۵ - محمد علی سوسائٹی۔ کراچی

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ ہجرت ۱۳۵۴ھ ش
مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۷۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابتلاؤں کے دوران مومنوں کے قدم تیز ہونے کی وجہ

ہم قرآن مجید کی رُو سے اِس امر پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں کہ پیچھے ہٹنے کا تو سوال ہی نہیں۔ کسی ایک مقام پر آکر رک جانا اور وہیں قیام پکڑنا بھی مومنوں کی فطرت کے خلاف ہوتا ہے۔ وُہ پیدا ہی اِس لئے کئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں۔ اسی لئے حالات موافق ہوں یا ناموافق، ماحول سازگار ہو یا ناسازگار، زمانہ طرفدار ہو یا سراسر مخالف الغرض بہرصورت و بہرحال ان کا قدم ترقی کی طرف ہی اُٹھتا چلا جاتا ہے۔

بسا اوقات اللہ تعالیٰ دُنیا پہ یہ آشکار کرنے کے لئے کہ میرے یہ اخص بندے ہر حال میں ہر آن آگے ہی آگے بڑھنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان پر ابتلاء اور امتحان کے زمانے بھی لاتا ہے۔ ابتلاؤں اور آزمائشوں کے ان زمانوں میں بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ انتہائی نامساعد اور تکلیف دہ حالات میں ہمت ہارنے اور پیٹھ دکھانے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن جب ابتلاؤں کی آندھیاں چھٹتی ہیں اور آزمائشوں کے طوفان تھمتے ہیں تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ وہ تو بہت کچھ مصیبتیں جھیلنے اور نقصان اُٹھانے کے باوجود شاہراہ ترقی پر پہلے سے کہیں زیادہ آگے بڑھ چکے ہیں، ابتلاؤں اور آزمائشوں کے نتیجہ میں ان کے قدم سُست نہیں ہوئے بلکہ ان میں پہلے سے کہیں بڑھ کر تیزی آگئی ہے اور وہ برق رفتاری سے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

دل ہلا دینے والے ابتلاؤں اور آزمائشوں میں بھی ان کے ثابت قدم رہنے اور حصولِ مقصد کی راہ میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنے قادر و توانا خدا کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ وُہی اُن کا ملجا و ماویٰ اور ان کی پناہ ہوتا ہے بلکہ وہ ایک طرح سے اُس کی گود میں ہوتے ہیں۔ وہ انہیں ہر مشکل اور مصیبت سے معجزانہ طور پر بچا کر آگے ہی آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کی طاقت سے آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں اور اِس حال میں آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں کہ اُن کا مال، اُن کی عزت و آبرو حتیٰ کہ اُن کی جان تک خطرہ میں ہوتی ہے۔ دُنیا والے یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ اب صرف چند دِن کے ہی مہمان ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ان کو مہمان سمجھنے والے بسا اوقات خود مہمان ثابت ہوتے اور یُوں سدھار جاتے ہیں کہ ان کے ساتھی کفِ افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ برخلاف اِس کے جنہیں مہمان سمجھا جاتا تھا وہ قائم و دائم رہتے ہیں اور پھلتے پھولتے چلے جاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے نہیں کہ وہ بڑے زور آور یا جتھے والے ہوتے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ تو انتہائی کمزور اور بے یار و مددگار ہوتے ہیں۔ اِس کے باوجود وہ غالب آتے ہیں تو اِس لئے کہ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ قدم قدم پر اپنی معیت کا ثبوت دیتا ہے اور انہیں منزلِ مراد پر پہنچا کے رہتا ہے۔

یُوں تو ہر مامور من اللہ کے زمانہ میں اِس کا عملی ثبوت دُنیا کے سامنے آتا رہا لیکن جس شان سے یہ عملی ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں منصۂ شہود پر آیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپؐ کے ایثار پیشہ صحابہ کرامؓ کو ایسے ایسے ہولناک ابتلاء پیش آئے کہ انہیں اپنی ہستی کالعدم ہوتی دکھائی دیتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ ہر بار انہیں ابتلاؤں کے بھنور میں سے نکال کر ترقی کی شاہراہ پہ آگے ہی آگے بڑھاتا چلا گیا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کی غیر معمولی حمایت کے طفیل غلبہ نصیب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ابتلاؤں کے زمانہ میں نازل ہونے والے افضال و انعامات اور اپنے عظیم الشان احسان یاد دلاتے ہُوئے فرمایا:۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ
تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ
بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (انفال: ۲۷)

ترجمہ:۔ اور یاد کرو (ابتلاؤں کا وہ زمانہ) جبکہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک کر نہ لے جائیں۔ پھر باوجود اِس کے اُس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور پاک چیزوں سے تمہیں رزق بخشا تاکہ تم شکر کرو۔

ایسا اِس لئے ہُوا کہ جہاں مخالفین اسلام اپنی کثرت تعداد اور وسائل کی بے پناہ بہتات کے گھمنڈ میں اسلام اور اسلام کے نام لیواؤں کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے منصوبے باندھ رہے تھے وہاں قادر و توانا خدا ان کی تدبیروں کے مقابلہ میں اپنی تدبیر بروئے کار لا رہا تھا۔ وہ تو کیا ساری دُنیا کی طاقتیں بھی مل کر خدائی تقدیر کو ناکام کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کی تدابیر اور ان کی ناکامی اور اُن کے بالمقابل خدائی تدبیر کی کامیابی یاد دلاتے ہُوئے اگلی آیات میں فرمایا:۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ
يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ (انفال: ۳۱)

ترجمہ:۔ اور (اے رسول اُس وقت کو یاد کر) جبکہ کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے تاکہ تجھے (ایک جگہ) محصور کر دیں یا تجھ کو قتل کر دیں یا تجھ کو نکال دیں۔ وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سے سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

الغرض انتہائی ہولناک ابتلاؤں اور آزمائشوں میں سے گزرنے کے باوجود حقیقی مومنوں کا قدم ترقی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور اِس لئے بڑھتا چلا جاتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی معیت اور تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ خدائی نصرت آسمان سے نازل ہو ہو کر ان کے ایمانوں اور عزائم کو پختہ سے پختہ تر کرتی چلی جاتی ہے اور ایمانوں اور عزائم کو ہر آن حاصل ہونے والی نئی پختگی اعمال کی بجا آوری میں اُنکے ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کو فزوں سے فزوں تر کرکے شاہراہِ ترقی میں اُن کے قدم کو کسی ایک مقام پر کسی حال میں بھی ٹھہرنے نہیں دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ابتلاؤں کے زمانہ میں انتہائی اذیتناک حالات میں گھرے ہونے کے باوجود بھی آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس امر پر بہت زور دیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو ایسا بنائیں کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیں ہر آن حاصل رہے اور اس کے زیرِ اثر ہم بہر طور و بہر حال آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نصرت الٰہی کا مورد بنے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو | کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُس کے مقرّب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں | نہیں رہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو | اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو“

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ صفحہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

اگر ہے یہ جنُوں، ترکِ جنُوں ہرگز نہیں ہوگا

زباں سے اپنی اُف تک مَیں کہوں ہرگز نہیں ہوگا
عیاں اغیار پہ سوزِ دروں ہرگز نہیں ہوگا
سرِ خود دار کی جو خاکساری تم نے ٹھکرا دی
تو کٹ جائے گا لیکن سرنگوں ہرگز نہیں ہوگا
جو سونا آگ میں پڑ کر زرِ خالص ہی بنتا ہے
تو دل سوزِ دروں سے پاک کیوں ہرگز نہیں ہوگا
اگر بے لوث جذبہ ہے محبّت کا یقیں جانو
کہ انجام محبّت پھر زبوں ہرگز نہیں ہوگا
ہمیشہ گردشِ ایّام جاری ہے ڈرو لوگو!
سدا دنیا رہیگی جُوں کی تُوں ہرگز نہیں ہوگا
خدا قائم رکھے ساقی تیرا میخانۂ وحدت
کسی در سے مَیں اب ساغر پیوں ہرگز نہیں ہوگا
خُدا کے بعد ہوں سرشار مَیں عشقِ محمدؐ میں
اگر ہے یہ جنوں، ترکِ جنوں ہرگز نہیں ہوگا

(چوہدری فیض عالم خاں چنگوی۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ اور اُس کی برکات

سلطان احمد پیر کوٹی

تقویٰ بڑی اہم چیز ہے تقویٰ کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ دنیا جہان کی نعمتیں میسر آتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تقویٰ ہی سے ایمان کی آبپاشی ہوتی ہے۔ اسی سے خوارق کا صدور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو معجزات اور اپنے نشانات دکھاتا ہے تقویٰ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور موثر چیز نہیں اسی لئے کتب مقدسہ اور انبیاء نے اس پر زور دیا ہے۔ تقویٰ خلاصہ ہے تمام کتب مقدسہ کا۔

قرآن کریم نے بھی تقویٰ پر بہت زور دیا ہے۔ اس میں بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تقویٰ کی برکات کو بیان کیا گیا ہے اور متقی پر اللہ تعالیٰ کے جو انعام ہوتے ہیں ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس کے بار بار تقویٰ پر زور دینے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس کی علت غائی ہی تقویٰ کی تعلیم ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ تقویٰ کے بغیر انسان کے اعمال اور قربانیاں کوئی وقعت نہیں رکھتیں تقویٰ کے بغیر انسان کی ظاہری عبادت بھی بے فائدہ اور دوزخ میں پڑنے کا موجب ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب انبیاء کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

اِنَّ ھٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ۔

(مومنون ۵۳)

دیکھو تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس مجھے ہلاکت سے بچنے کے لئے ڈھال بنا لو یعنی میرا تقویٰ اختیار کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں امت سے مراد انبیاء کے ماننے والے نہیں بلکہ اس سے مراد خود انبیاء ہیں۔

پھر یہ سبھی انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی طرف سے لوگوں کے لئے تقویٰ کا پیغام لیکر آئے اور ان کی بعثت کی غرض اور مدعا ہی تقویٰ کا قیام تھا وہ دنیا میں آئے ہی اس لئے تھے کہ لوگوں کو تقویٰ کی راہ دکھلائیں قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر نبی جو دنیا میں مبعوث ہوا اس نے اپنی قوم سے یہی کہا

اُعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ (مومنون ۳۳)

تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم اس کے ذریعہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاتے نہیں اور ایسے کیوں نہ کرتا انبیاء کو تو حکم ہی دیا گیا تھا۔

اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔ (نحل ۳)

ان لوگوں کو آگاہ کردو کہ میرے سوا کوئی بھی سچا معبود نہیں اس لئے تم میرا ہی تقویٰ اختیار کرو۔

چنانچہ ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل کی۔ اپنی قوم کو تقویٰ کا پیغام دیا اور انہیں تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کی تلقین کی۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا۔

اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ

شعراء ۱۰۷ تا ۱۱۱

اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ

(نوح ۴)

کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ میں تمہاری طرف ایک امانتدار پیغامبر بن کر آیا ہوں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو (ایک دوسری جگہ فرمایا) تم خدا تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تو آپ نے بھی اپنی قوم سے کہا

اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

(عنکبوت ۱۷)

تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے بہتر ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کے پاس آئے تو یہی کہا۔

اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ۔

(شعراء ۱۶۲ - ۱۶۴)

اِتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخْزُوْنِ

(حجر ۷۰)

کیا تم اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ میں تمہاری طرف ایک امانتدار پیغامبر ہو کر آیا ہوں پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو (ایک اور جگہ فرمایا) تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔

اور یہی پیغام تھا جو آپ کے بعد آنیوالے انبیاء نے اپنی اپنی قوم کو دیا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی پیغام دیا (شعراء ۱۲۴ تا ۱۲۷ و اعراف ۶۶) حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی پیغام دیا (شعراء ۱۴۲ تا ۱۴۵) حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی پیغام دیا (شعراء ۱۷۷ تا ۱۸۰ و ۱۸۵) حضرت الیاس علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی پیغام دیا (صافات ۱۲۴ تا ۱۲۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی قوم فرعون کو یہی پیغام دیا (شعراء ۱۲) اور سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ارشاد ہوا کہ

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ۔ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

(مومنون ۸۷ - ۸۸)

ان سے کہدے کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے۔ وہ ضرور کہیں گے یہ سب اللہ کے ہیں تو کہدے کیا پھر تم اس خدا کے ذریعہ تباہی سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے

گویا ہر نبی کے ذریعہ اس کی امت کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ

(نساء ۱۳۲)

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہم نے انہیں بھی اور تمہیں بھی تاکیدی حکم دیا ہوا ہے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ کے معنے

تقویٰ کا لفظ "وقی" سے مشتق ہے اور "وقی فلانا" کے معنے ہیں "صانہ وسترہ من الاذیٰ" اس کی حفاظت کی اور اذیت سے بچایا۔ "اتقی" جو باب افتعال سے "وقی" کا فعل ماضی ہے اس کے معنے ہیں "حذر وخاف وتجنب" ڈر گیا۔ بچ گیا۔ "تقیناہ" کے معنے ہیں "جعلناہ حذاءنا وقایۃ بیننا من العدو واستقبلنا العدو بہ" دشمن سے بچنے کے لئے ہم نے اسے آڑ بنایا اور وقایہ ڈھال اور اس ذریعہ کو کہتے ہیں جس سے انسان اپنے بچاؤ کا سامان کرتا ہے "اتقی" کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے آئے تو اس کے معنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو نجات کے لئے بطور ڈھال بنایا۔ "تقویٰ" کے معنے "مخافۃ اللہ والعمل بطاعتہ" اللہ سے خوف اور اس کی اطاعت میں عمل کرنا ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں مختلف جگہوں پر "تقویٰ" کے جو معنے لکھے ہیں ان کا خلاصہ اپنے الفاظ

میں یہ ہے کہ انسان گناہ کی باریک در باریک راہوں سے بچے اور جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے کنارا کرے آپ فرماتے ہیں تقویٰ نفس امارہ کے برتن کو دھاونا کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس میں پڑتا ہے اور تقوے کا کمال یہ ہے کہ انسان کا اپنا وجود ہی نہ رہے اور وہ "صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند" کا مصداق ہو جاوے

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان ایسے مقام پر کھڑا ہو جائے کہ اس کے دل میں آئندہ جو جذبات بھی پیدا ہوں وہ نیک اور پاک ہوں کیونکہ جذبات کا اصل مقام دل ہے گو ان کا ظہور دماغ کے اعصاب کے ذریعہ ہوتا ہے (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم ص۲۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کریم میں تقوے کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کے کیا معنے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کانٹوں والی جگہ پر سے گذرو تو کیا کرتے ہو اس نے کہا یا اس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اس سے پیچھے رہ جاتا ہوں یا آگے نکل جاتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ بس اسی کا نام تقوے ہے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقام پر کھڑا نہ ہو اور ہر طرح اور ہر جگہ سے بچنے کی کوشش کرے۔

معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کعب الاحبار سے پوچھا کہ تقویٰ کی تعریف کیا ہے تو انہوں نے کہا کیا آپ کبھی خاردار راستہ پر چلے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے پھر دریافت کیا کہ پھر آپ وہاں سے گذرنے کے لئے کیا طریق اختیار کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے بچاؤ کیا اور کپڑے سمیٹ کر چلا کعب الاحبار نے کہا یہی تقوے ہے۔

تقویٰ کے حصول کے ذرائع

تقویٰ کے متعدد شعبے ہیں۔ اور اس کا تعلق تمام جوارح انسانی سے ہے اس لئے اس کے حصول کے لئے بڑی محنت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے یہ بڑی ہمت کا کام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (آل عمران ۱۸۷)

اگر تم صبر کرو گے اور تقوے اختیار کرو گے تو یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

لیکن تقویٰ ایک فطرتی امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی ایک امتیازی قابلیت بخشی ہے جس کے ذریعہ وہ برے اور بھلے میں تمیز کر سکتا ہے (فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا) پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ ایسی استعدادیں عطا کی ہیں کہ وہ کوشش اور مجاہدہ سے روحانی اخلاقی اور مادی ترقی کر سکتا ہے اور اپنی روح میں اس قدر پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے کہ اس کی روح خدا تعالیٰ کی ملاقات کے قابل ہو سکے وہ اس کی رضا کو حاصل کر سکے جو انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے اس لئے وہ کوشش کرے تو یہ کام اس کی طاقت سے بالا نہیں۔ وہ اسے حاصل کر سکتا ہے۔

قرآن کریم کی چونکہ علت غائی ہی تقوے کو قائم کرنا ہے اس لئے اس نے اس کے حصول کے لئے بعض ذرائع کا ذکر کیا ہے مثلاً فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۲)

اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور انہیں بھی جو تم سے پہلے گذرے ہیں پیدا کیا ہے تا تم تقویٰ اختیار کرو۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ ۶۴)

جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تا تم متقی بن جاؤ۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۸۴)

تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض قرار دیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تا تم متقی بن جاؤ۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (الانعام ۱۵۴)

یہ یقیناً میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور مختلف راستوں کے پیچھے نہ پڑو نہیں تو وہ تمہیں اس یعنی خدا کے راستہ سے ادھر ادھر لے جائیں گے اس امر کی تمہیں اسلئے تاکید کرتا ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔

ان آیات قرآنیہ سے مندرجہ ذیل باتیں مستنبط ہوتی ہیں کہ متقی بننے کے لئے انسان

۱۔ خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے۔ اس کے سامنے "تذلل" اختیار کرے اور اس کے احکام کی کامل طور پر اطاعت کرے۔

۲۔ صفات الٰہیہ پر غور کرے اور اپنے دل کی تمام کجیوں کو دور کرے اسے آئینہ کی طرح صاف بنائے تا اللہ تعالیٰ کی صفات اس میں منعکس ہوں یعنی وہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس طرح فنا ہونے کی کوشش کرے کہ اس کا اپنا وجود ہی باقی نہ رہے۔

۴۔ ظاہری عبادات کو پوری شرائط کے ساتھ ادا کرے۔ یہ عبادات مالی بھی ہیں اور جانی بھی۔

۵۔ توبہ و استغفار سے کام لے یعنی خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھک کر اپنے گناہوں کا اقرار کرے ان کی معافی چاہے سچے دل سے آئندہ وہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور طہارت و تقوے کے حصول کے لئے الٰہی امداد کی درخواست کرے یعنی ہر وقت خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا رہے۔

۶۔ صرف منہیات سے ہی بچنے کی کوشش نہ کرے بلکہ اپنی جائز اور پسندیدہ چیزوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ترک کر دے جیسا کہ روزہ میں ایک خاص وقت کے لئے انسان بعض جائز اور حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی تمام خوبیوں اور کمالات کا ذکر کر کے اس کو یاد کرے۔ اس کی حمد و ثنا میں مشغول رہے

۸۔ کلام الٰہی میں بیان کردہ اوامر و نواہی کو یاد رکھے اور ان پر پوری طرح عمل پیرا ہو۔

۹۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر پورا عمل کرنے کی کوشش کرے۔ آپ کی کامل اطاعت کرے۔ آپ سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرے اور آپ پر درود و سلام بھیجے۔

پھر تقویٰ کے حصول میں زیادہ آسانی پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بھی بعض سامان مہیا فرماتا ہے۔ مثلاً

۱۔ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ ۱۸۸)

وہ لوگوں کے لئے اپنے نشانات بیان کرتا ہے تا وہ تقوے اختیار کریں۔

۲۔ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (انعام ۵۲)

اور تو اس کلام کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انہیں ان کے رب کی طرف اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا جب کہ اس کے سوا نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارشی اسلئے ڈرا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

۳۔ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا۔ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (اعراف ۱۶۵)

جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا تم کیوں اس قوم کو نصیحت کرتے ہو۔ جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت عذاب دینے والا ہے انہوں نے جواب دیا تمہارے رب کے پاس عذر پیش کرنے کے لئے کہ ہم نے ان لوگوں کو نصیحت کر دی تھی اور تا کہ وہ تقوے اختیار کریں۔

۴۔ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى

رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ
وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
(اعراف: ۶۴)

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک آدمی پر ایک نصیحت سے پُر کلام نازل ہوا ہے تاکہ وہ تم کو ہوشیار کرے اور تاکہ تم متقی بن جاؤ اور اس کے نتیجہ میں تم پر رحم کیا جائے۔

گویا اللہ تعالیٰ

۱۔ اپنے نشانات بیان کرتا ہے تا لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

۲۔ تحذیر و انذار اور نصیحت کا سلسلہ قائم کرتا ہے تا کہ تقویٰ کے حصول میں مدد ملے۔

۳۔ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی شخص ایسا پیدا کرتا ہے جو صاحب کشش ہوتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ نفوس کو پاک کرتا ہے۔

(باقی)

مرکزی سالانہ امتحانات

امسال خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ہونے والے امتحانات ۸ر جون ۱۹۷۵ء بروز اتوار منعقد ہوں گے۔ قائدین کرام سے التماس ہے کہ وہ اپنے تمام خدام کو ان امتحانات کی پوری تیاری کروائیں۔ نیز ۲۰ر مئی تک پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے ضرور مطلع فرماویں۔ (مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

مستحقین محرومین کیلئے امدادِ گندم کی تحریک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی زیر نگرانی ہر سال یتامیٰ، بیوگان اور مساکین کے لئے امدادی گندم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بیشتر جماعتی رقم کے علاوہ متعدد احباب بھی اس نیک تحریک میں حصہ لیتے رہتے ہیں جزاہم اللہ خیراً۔

اس سال کے لئے بھی احباب کو توجہ دلائی جاتی ہے جو دوست اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ گندم کی شکل میں یا نقد رقم کی صورت میں امداد فرما سکتے ہیں۔

نقد رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کھاتہ ۴۵۵ / ۱۷۲-۳۲۵ میں جمع ہونی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومن کو ہر نیکی میں حصہ لینا چاہیئے۔ نامعلوم کس راہ سے قبول کیا جائے۔ (ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد۔ تعلیم القرآن)

ماہنامہ تحریک جدید

مئی ۱۹۷۵ء کا پرچہ حوالہ ڈاک کیا جا چکا ہے۔ امید ہے تمام خریداران کو مل چکا ہوگا۔ اگر کسی دوست کو پرچہ نہ ملے تو فوری طور پر اطلاع دیں تا کہ پرچہ دوبارہ ارسال کر دیا جائے۔

اگر پرچے کا چندہ آپ کی طرف واجب الادا ہو تو مہربانی کر کے ہم سے تعاون فرمائیں اور چندہ کی تجدید کرا لیں۔ پرچہ کا سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہے۔

بیرونی ممالک کے قارئین کا پرچہ بھی ہر ماہ اہتمام کے ساتھ پوسٹ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی دوست کو نہ ملے تو فوری اطلاع کے لئے ہم ممنون ہوں گے۔

(مینجنگ ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

۱۔ برادرم حوالدار احمد الدین صاحب آف جہلم ۱۶ر اپریل کو ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے۔ سی۔ ایم۔ ایچ جہلم میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب افاقہ ہے دوست ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ہنگاموں کے دوران ان کا کاروبار ختم ہو گیا تھا اب نیا کاروبار شروع کیا تھا جو متاثر ہو رہا ہے۔

(عبدالرحیم پان فروش ایجنسی ہولڈر روزنامہ الفضل جہلم شہر)

۲۔ میرا بھتیجا کاشف نذیر ایک ہفتہ سے ٹائیفائڈ میں مبتلا ہے۔ کافی کمزور ہو گیا ہے۔ احباب کرام دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اُسے جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین

(امتیاز احمد زاہد۔ مارٹن روڈ۔ کراچی ۵)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۲۰۳۸

میں عباس اوکائے ایدی (ABBAS OKAI ADDY) ولد ٹی۔ ٹی ایدی (T.T. ADDY) پیشہ کلرک عمر ۴۱ سال بیعت مارچ ۱۹۵۶ء ساکن ایچی موتا ضلع ونیح اکرہ غانا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۱۹۷۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ رقم بنک میں ۲۱۰.۰۰ سڈیز

۲۔ اراضی 80 FT × 100 FT مالیتی ۹۰۰.۰۰ سڈیز۔ واقع لاری روڈ اکرہ۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۳۱.۰۰ سڈیز ماہوار آمد بصورت ملازمت ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ عباس اوکائے ایدی معرفت پوسٹ بکس ۲۳۲۷۔ اکرہ۔ گواہ شد عبداللہ داؤد P.O. BOX 18 ایچی موتا گاؤں اکرہ۔ گواہ شد جمال یوسف BOX 5243 اکرہ۔

مسل نمبر ۲۲۰۳۹

میں زینب بی بی بیوہ مہر دین صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۷۵-۳-۲۸ ساکن شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۵/۱۹۷۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ طلائی زیور دس تولے مالیتی مبلغ ۲۵۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۹/- روپے ماہوار آمد بصورت پنشن ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ زینب بی بی بیوہ مہر دین صاحب معرفت نیو راحت علی جیولرز اکبر بازار شیخوپورہ۔

گواہ شد۔ مفتی احمد صادق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال شیخوپورہ۔

گواہ شد۔ عبدالخالق پنشنر سیکرٹری مال شیخوپورہ

(باقی)

ھو الشافی
دانت نکلوائیے
بلکہ بیمار دانت کا علاج
اینٹی پائیوریا ANTI PYORRHEA
اینٹی کیریز ANTI CARRIES.
سے کیجئے۔ قیمت مکمل کورس -/۱۰
دانتوں کے متعلق مفید لٹریچر مفت
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ میڈیکل کمپنی ربوہ فون ۶۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا سے تعلق قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان اس کے ساتھ روحانی مشارکت پیدا کرے

وہ مشارکت یہی ہے کہ ہم اپنے اندر الٰہی صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الشعراء کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں:-

"دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز دوسری چیز کے مشابہ بن کر ہی اس سے پیوست ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً لکڑی کے ساتھ ہم لوہے اور چمڑے کو تو پیوست کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں میں ٹھوس ہونے کی مشابہت پائی جاتی ہے مگر لکڑی کے ساتھ ہم ہوا یا پانی کو پیوست نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں مشابہت نہیں پائی جاتی۔ اسی طرح جو چیزیں روحانی ہوتی ہیں اُن میں بھی مشارکت کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ پس خدا سے ملنے کے لئے ضروری ہے کہ بندے اور خدا میں روحانی مشارکت ہو اور وہ مشارکت یہی ہے کہ انسان اپنے اندر الٰہی صفات پیدا کرے۔ جب کوئی شخص اپنے اندر الٰہی صفات پیدا کر لیتا ہے تو وہ اپنے اندر الوہیت کا رنگ پیدا کر لیتا ہے اور جب اس کے اندر الوہیت کا رنگ آجائے تو اس کا خدا تعالیٰ سے اتصال اسی طرح ممکن ہو جاتا ہے جیسے لکڑی کا لوہے سے۔ اور گو وہ خدا نہیں بن جاتا مگر خدا نما ضرور ہو جاتا ہے۔ جیسے لکڑی لوہا نہیں بن سکتی یا لوہا لکڑی نہیں بن سکتا مگر وہ آپس میں جُڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ سے اتّصال اور اس کے قُرب کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنے اندر صفاتِ الٰہیہ پیدا کرے اور اس کی محبّت کو اپنے اندر جذب کرے۔ پھر جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسی طرح محبّتِ الٰہی اسے خدا تعالیٰ کی طرف کھینچنے لگ جاتی ہے۔

یہ تعلیم جو اسلام نے دُنیا کے سامنے پیش کی ہے اتنی اہم ہے کہ اگر اس کے مطابق ہر انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنانے کی کوشش کرے تو یقیناً اس دُنیا کا نقشہ پلٹ جائے اور ہر انسان نیکی کے ایسے بلند مقام پر کھڑا ہو جائے کہ جس سے اس کا قدم کبھی منحرف نہ کیا جا سکے۔ یہی حقیقت ایک دفعہ مجھے رؤیا میں بھی بتائی گئی تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ مَیں تقریر کر رہا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے۔ مَیں تقریر کرتے ہوئے لوگوں سے کہتا ہوں کہ دیکھو انسان کا دل خدا تعالیٰ نے ایک آئینہ کی مانند بنایا ہے۔ جس طرح انسان آئینہ میں اپنا حُسن دیکھتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنا حُسن انسان کے آئینۂ قلب میں دیکھنا چاہتا ہے۔ پس اگر انسان کا دل خدا تعالیٰ کی صفات کو اعلیٰ طور پر ظاہر کرنے والا ہو تو خدا تعالیٰ بھی اُس دل کی قدر کرتا اور اسے ایک قیمتی متاع قرار دیتا ہے لیکن اگر انسان کا دل مَیلا اور داغدار ہو اور اس میں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر نہ آئے یا نظر تو آتا ہو لیکن غلط طور پر آتا ہو تو خدا تعالیٰ بھی ایسے دل کو پرے پھینک دیتا ہے۔ اور جب مَیں نے یہ الفاظ کہے تو وہ آئینہ جو میرے ہاتھ میں تھا اُسے مَیں نے زور سے زمین پر دے مارا اور کہا کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ بھی اُٹھا کر اسی طرح دے مارتا ہے اور وہ چُور چُور ہو جاتا ہے۔

اِس رؤیا میں یہی نکتہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اِس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا نور ظاہر کرے اور اسکے ذریعہ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہو۔ پس ضروری ہے کہ ہر انسان اپنے دائرہ میں ربّ بھی ہو رحمٰن بھی ہو رحیم بھی ہو مالکِ یوم الدّین بھی ہو۔ جبّار بھی ہو۔ ستّار بھی ہو غفّار بھی ہو علیم بھی ہو شکور بھی ہو۔ حمید بھی ہو مجید بھی ہو ودود بھی ہو۔ غرض خدا تعالیٰ کی ساری صفات کو وہ ظاہر کرنے والا ہو جن کے متعلق مشہور تو یہ ہے کہ وہ ننانوے ہیں مگر ہیں وہ اِس سے بھی زیادہ۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ اپنے مقصدِ حیات کو پُورا کر لیتا ہے اور اگر اس کے آئینۂ قلب میں خدائی صفات کا انعکاس نہیں ہوتا تو وہ ایک ٹوٹا ہوا برتن ہے جو کسی کام نہیں آتا یا ایک مَیلا اور داغدار شیشہ ہے جس سے خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر نہیں آ سکتا۔ اور جس طرح کوئی انسان مَیلا اور داغدار شیشہ اپنے پاس نہیں رکھتا اسی طرح خدا تعالیٰ بھی ایسا آئینہ اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتا جس کی غرض تو یہ تھی کہ وہ خدا نمائی کا آئینہ بنے مگر مَیلا ہونے کی وجہ سے وہ خدائی حُسن کو ظاہر نہیں کر سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰)

اعلان برائے صدر و نائب صدر موصیان

جملہ ایسی جماعتہائے احمدیہ جہاں پر مجالس موصیان قائم ہیں یا قائم ہو سکتی ہیں کے امراء و صدر صاحبان کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صدر و نائب صدر موصیان کی منظوری کی میعاد ۳۰/۴/۷۵ کو ختم ہو چکی ہے لہٰذا فوری طور پر صدر و نائب صدر موصیان کا مندرجہ ذیل قواعد کے مطابق انتخاب کروا کر صدر صاحب مجلس کارپرداز کی خدمت میں بھجوا دیا جائے۔ تا منظوری نیا انتخاب سابق صدر و نائب صدر موصیان حسب قواعد اپنے فرائض سرانجام دیتے رہیں گے۔

۱۔ جس جگہ کم از کم دو موصی بھی ہوں وہاں بھی مجلس قائم کی جائے۔

۲۔ انتخاب صدر مجلس موصیان کے لئے کورم ۱/۲ ہے۔ صرف بیمار، مسافر اور معذور کا استثناء ہوگا۔ رپورٹ میں حاضرین کی تعداد درج کی جائے۔ بقایا دار موصی بھی انتخاب میں رائے دیں گے مگر بطور صدر منتخب نہ ہوں گے۔

۳۔ مجلس موصیان کا صدر منتخب کرا کے امیر جماعت یا صدر صاحب اطلاع دیں گے یہ اطلاع یا رپورٹ صدر مجلس بہشتی مقبرہ ربوہ کے نام بھیجی جائے۔ اس انتخاب کو بعد ازاں نظارت علیا کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

۴۔ حضور کی منظوری کے بعد صدر مجلس موصیان مقامی مجلسِ عاملہ کا رُکن بھی قرار پائے گا۔ مستورات کی مجلس موصیات کی صدر صاحبہ نائب صدر کہلائیں گی۔ ہر دو مجالس کی میٹنگ الگ الگ ہوا کرے گی تا کہ حضور کے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

۵۔ قیام مجلس موصیان اور انتخاب صدر کے لئے جماعتوں کے صدر صاحبان اور امراء صاحبان ضلع اور مربیان سلسلہ احمدیہ ذمہ دار ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے اندر اندر یہ انتخابات مکمل ہونے لازمی ہیں۔

۶۔ اس سلسلہ میں ریکارڈ اور مزید کارروائی دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کے ذریعہ ہوگی۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

دعائے مغفرت

میری بڑی خالہ جان بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۷۵ء بروز سوموار صبح سات بجے گوجرانوالہ میں اِس جہانِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس چلی گئیں۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

مرحومہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آتی تھیں۔ بہت نیک سیرت خاتون تھیں۔ ہم سب کے لئے ہر وقت دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ انھوں نے ہی ہم سب کی پرورش کی ہمیں تعلیم دلوائی۔ بچیوں کے لئے سکول کھولا اور ساری عمر ہی بے لوث خدمت میں گزار دی۔ اسلامی شعار اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ صابرہ و شاکرہ اور عاجزی و انکساری کی ایک مثال تھیں۔

احباب کرام اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواستِ دعا ہے کہ مولیٰ کریم مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جنّت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہم سب کو اِس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمّت عطا فرمائے۔ آمین

(ملک داؤد احمد۔ بلیک برن (انگلینڈ)

درخواستِ دعا

خاکسار کی اہلیہ محترمہ جوشن ہسپتال لائلپور میں بغرض علاج داخل تھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحتیاب ہو کر گھر آ گئی ہیں البتہ ابھی کمزوری بہت ہے۔ احبابِ جماعت سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد اسمٰعیل اسلم صدر محلہ دار الیمن ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah